اسلام کا تصور تعلیم وتربیت

Concept of Education & Training in Islam

ارم سلطانہ*

ABSTRACT

Education has been considered of primary importance in human life. Religion and education are interrelated. A civilized society requires educational revolution in behavior of human beings. Education creates awareness about the human goals and real aim of life. This activity makes it possible to train the people in the right direction. Better education coupled with proper training makes a human being well-mannered and enables him to use his hidden qualities for the benefit of mankind, thus making him a beneficial not only for himself but also for the society.

The preaching of religion depends upon the education and training. Our holy Prophet ﷺ was an ideal educationist not only of his time but also for the future generations. The Holy Prophet ﷺ being a great educationist and reformer initiated the University of Suffa in Medina when the Islamic society was in its infancy. Prophet ﷺ described the conditions, pattern and qualities of a teacher. A good teacher must be interpreted as good practitioner as well.

The article deals with the moral qualities of a teacher and educationist in the light of teachings of the Prophet Muhammad ﷺ. The discussion has made clear the aim of Islamic education which is not limited within the domain of worship or prayers. Islam is a complete code of life which emphasizes the training of human being through education.

***Keywords*:** Islamic education, awareness, behavior, proper training, qualities of the teacher.

---

* لیکچرار شعبہ علومِ اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ میں اگر کسی ایک موئثر ترین تاریخ ساز عامل کی تلاش کی جائے تو یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ اس میں سر فہرست تعلیم آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسان کو اپنا خلیفہ اور نمائندہ مقرر کرنے کے لیے سب سے پہلے جس چیز سے اسے آراستہ کیا وہ علم تھا اور اپنے تمام انبیاء کو جو کام سونپا اس میں تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفس کو مرکزیت حاصل ہے۔

علم سے رشتہ توڑنے کی وجہ سے دنیا جہالت و تاریکی میں ڈوب گئی تھی۔ جیسا کہ اب سے چودہ سو سال پہلے دنیا اپنے تاریک ترین دور سے گزر رہی تھی کسی خطہ ارض پر رشد و ہدایت کا کوئی نشان باقی نہ رہا تھا۔ پورا عالم انسانی ضلالت و گمراہی کے دلدل میں پھنس چکا تھا۔ ہندوستان کے روحانی پیشواؤں کی تعلیمات اپنا اثر زائل کر چکی تھیں۔ مصر و شام، بابل و نینوا اور یونان و چین میں تہذیب و تمدن کی شمعیں گل ہو چکی تھیں۔ روم و ایران اس وقت سب سے منظم ریاستیں تھیں لیکن ان کی تہذیب اپنی چمک دمک کھو چکی تھی۔ عرب کا حال تو اور برا تھا۔ وہاں وحشت و درندگی کا راج تھا غرض یہ کہ ہر طرف گمراہی و ظلالت چھائی ہوئی تھی۔

ان حالات میں حضرت محمد ﷺ شرف نبوت سے نوازے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ غار حرا سے واپس آکر اپنی دعوت کا آغاز کرتے ہیں۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ کاروان اسلام آپ ﷺ کی رہنمائی میں آگے بڑھتا ہے۔ آپ ﷺ نے آغاز اسلام سے ہی مسلمانوں کو علم کی تحصیل کی طرف توجہ دلائی۔ عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ آپ ﷺ کے ترغیب دلانے سے لوگوں میں پڑھنے لکھنے کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی کوششوں سے بہت سے لوگ پڑھنا لکھنا سیکھ گئے اور آگے چل کر عرب کے یہ جاہل دنیا کے معلم بن گئے۔ جو لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے انہوں نے دنیا کو علم و فکر کے وہ خزانے دیئے للزرکشی ان کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ لوگ جو ریگستانوں میں وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے انہوں نے دنیا کو تہذیب و تمدن کے معیار سے روشناس کیا وہ لوگ جو بدویانہ زندگی بسر کرتے تھے انہوں نے دنیا کو سائنس، صنعت و حرفت اور علوم و فنون کا سبق سکھایا اور ترقی کی راہیں ہموار کیں۔ یہ سب نبی ﷺ کی تعلیم و تربیت کی بدولت ممکن ہوا۔

آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کی تربیت کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا کہ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے آپ ﷺ کے لیے وہ بہترین امت بن گئے جسے لوگوں کی اصلاح کے لیے نکالا گیا کیونکہ وہ اسی

تربیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان، کتاب و سنت پر کماحقہ عمل اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کے لیے سچے عزم کی صفات سے متصف ہو گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توصیف یوں بیان فرمائی کہ:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [۱]

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔

تعلیم کے لغوی معنی

تعلیم کا لفظ علم سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا جاننا اور ادراک کرنا لغت کی رو سے علم کے معنی معلوم کرنے یا جاننے کے ہیں چنانچہ تعلیم کے لغوی معنی معلومات بہم پہنچانا اور علم سے مستفید کرنا ہے [۲]۔ سکھانا، تفہیم، تلقین، ہدایت، تہذیب، آراستگی، علم سکھانا [۳] سکھانا، بتانا، تلقین، ہدایت، تربیت [۴]۔

تعلیم مصدر ہے ۔اس کا مادہ علم ہے۔یہ جہل کی ضد ہے۔ مفردات میں ہے۔ "**العِلْمُ: إدراك الشيء بحقيقته**" [۵] (کسی شے کی حقیقت کا ادراک علم ہے)۔

لفظ تعلیم عربی زبان کے لفظ علم سے نکلا ہے۔ علم کے معنی سکھانے کے ہیں۔ یہ لفظ سکھانے کے علاوہ اپنے اندر اور بھی معانی رکھتا ہے مثلاً کسی چیز کو کماحقہ جاننا اور پہچاننا، حقیقت کی گہرائی تک پہنچنا معلومات حاصل کرنا۔ اردو انسائیکلوپیڈیا میں تعلیم کے لغوی معنی کسی کو کچھ بتانا، پڑھانا یا سکھانا ہے صحیح معنوں میں تعلیم سے مراد وہ تمام اثرات ہیں جو کسی قوم کے بالغ افراد اپنی نئی نسل میں اس غرض سے پیدا کریں کہ قوم کے بچے صحیح طور پر نشوونما حاصل کریں [۶]۔

اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کی تعریف

اصل اسلامی نقطہ نگاہ سے علم کا حقیقی سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے وحی سب سے بڑا واسطہ، حواس، عقل اور تجربہ علم کے بہت بڑے ذرائع ہیں مزید براں علم کا تعلق محض لوازمات حیات ہی سے نہیں مقاصد حیات سے بھی ہے [۷]۔

☆ ڈاکٹر مشتاق الرحمن صدیقی: "اسلامی تعلیم وہ ہے جو انسان کو ہدایت الٰہی کی روشنی میں ذہنی، جسمانی اور طبعی قوتوں کے ذریعے مادی کائنات میں اس طرح تصرف کے قابل بنائے کہ روحانی اور اخلاقی اقدار کا فروغ اور رضائے الٰہی کے حصول کا وسیلہ بنے اور بالآخر اُخروی فلاح حاصل ہو" [۸]۔

"انسان کو عمدہ اخلاق سے مزین کر کے فلاح و سعادت کے راستے پر ڈالا جائے اور اس کے تمام امور اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کیے جائیں" (۹)۔

حقیقت یہ ہے کہ علم کے بغیر انسان نہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت حاصل کر سکتا ہے اور نہ اپنی پہچان، انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اس شرف کو قائم رکھنے کے لیے اسے تعلیم کی شدید ضرورت ہے تاکہ وہ زندگی گزارتے ہوئے ایک ارفع نصب العین کو سامنے رکھ سکے (۱۰)۔

انسان میں نیکی کی صلاحیت فطرتاً موجود ہے تعلیم کا یہ کام ہے کہ وہ انسان میں پہلے سے موجود نیکی کو بروئے کار لائے اور اس نیکی کو تحریک دے حقیقت میں انسانی فکر و عمل کی تمام صلاحیتوں کو خیر کی طرف منتقل کر دینے کا نام تعلیم ہے (۱۱)۔

قدیم مفکرین تعلیم کی آراء

☆ سقراط: (Socrates) "تعلیم سچائی کی تلاش میں مدد دینے کا نام ہے"۔

☆ ارسطو: (Aristotle) "تعلیم بچے کی یاداشت، عادات اور خیالات کے ساتھ ساتھ اس کی عقلی اور اخلاقی نشوونما کا عمل ہے"۔

☆ افلاطون: (Plato) "تعلیم معاشرے کی متوازن تنظیم کا عمل ہے" (۱۲)۔

مسلمان مفکرین تعلیم کی اراء

☆ امام غزالی: "تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ انسانی کردار کی نشوونما اسلامی خطوط پر ہو اور اس کی مدد سے انسان کو آخرت کی تیاری میں مدد ملے" (۱۳)۔

☆ ابن خلدون:

(۱) عرفان الٰہی تعلیم کی بنیاد بنائی جائے۔

(۲) زندگی کا قرآنی انداز فکر نظام تعلیم کا سنگ بنیاد ہو۔

(۳) مختلف علوم نے جو حقائق پیش کیے ہیں ان کو اسی اصول کی کسوٹی پر پرکھنا ہوگا۔

(۴) اگر اسلام کے دیے ہوئے اصولوں، اقدار اور بعض علوم سے برآمد ہونے والے نتائج و افکار کے مابین کوئی اختلاف پیدا ہو تو اسلام کے دیے ہوئے اصولوں اور اقدار کو فضیلت دی جائے (۱۴)۔

☆ شاہ ولی اللہ: " تدریس کے دوران استاد کو طالب علم کی ہمہ جہت اور متوازن نشو و نما کا خیال رکھنا چاہیئے " [۱۵]۔

☆ علامہ اقبال: "تعلیم وہ عمل ہے جو انسان کو دین کے ماتحت رکھتے ہوئے اس کی طبعی قوتوں کی نشو ونما کے فرائض انجام دے۔ تعلیم نام ہے ادراک ہستی کرنے کا، یعنی زندگی کیا ہے؟ اس کی تخلیق کیوں عمل میں آئی؟ اس میں کیا کیا طاقتیں اور صلاحیتیں ودیعت کی گئی ہیں؟" [۱۶]۔

تعلیم کے مقاصد

ہر کام میں مقصد کا تعین نہایت ضروری ہے کیونکہ منزل کے تعین کے بغیر کوئی سفر کار آمد نہیں ہوتا۔ تعلیمی سفر کے لیے بھی منزل کا تعین ضروری ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کا مقصد ایسے انسان تیار کرنا ہے جو حب الٰہی، اطاعت رسول اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہوں [۱۷]۔

تعلیم کا صحیح مقصد "اللہ تعالیٰ کا صالح بندہ بنانا ہے "تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں کائنات میں اس کی مرضی کے مطابق تصرف کریں نیز انفرادی، عائلی اور اجتماعی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں ان کے خالق ومالک کی طرف سے عائد ہوتی ہیں ان سے وہ کماحقہ عہدہ برآ ہو سکیں [۱۸]۔

تعلیم حیات انسانی کا وہ تجربہ ہے جس پر اس کے وجود اور بقا کا انحصار ہے تعلیم ہی وہ عمل ہے جو حیات انسانی کے قافلے کو رواں دواں رکھے ہوئے ہے۔ تعلیم ہی کے ذریعہ ایک نسل کے تجربات دوسری نسل تک پہنچتے ہیں اور تعلیم ہی وہ اساس ہے جس پر حیات انسانی کی عمارت قائم ہے [۱۹]۔

تعلیم کا مقصد یہ ہے کے وہ فجور کے میلانات کو کمزور و بے اثر کر دے اور تقوی کے میلانات کو اتنا طاقتور کر دے کہ انسانی سیرت کی پوری اٹھان اس کی رہنمائی میں ہو [۲۰]۔ تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ وہ طالب علم میں یہ صلاحیت پیدا کر دے کہ وہ اپنا ایک نظام قدر خود بنا سکے [۲۱]۔

تعلیم صرف کتابیں پڑھانے کا نام نہیں ہے بلکہ تعلیم یہ ہے کہ جو علم ہم کو اپنے اگلوں سے پہنچا ہے جو تہذیب، جو عقائد، افکار، عادات، خصائل، جو کچھ ہم کو اپنے اسلاف سے ملا ہے اس کو آگے آنے والی نسل تک اچھی طرح سے صحیح شکل میں عمدگی اور پوری دیانتداری کے ساتھ پہنچائیں اور نئی نسل اس راستے پر آگے بڑھ سکے جس راستے پر اس امت کا آگے بڑھنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (۲۲)۔

ترجمہ: تم خیر اُمت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے اور برے کام کرنے سے روکتے ہو۔

لہٰذا مسلمانوں کی تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہئیے کہ امت مسلمہ کو خیر امت بنایا جائے تا کہ وہ نیک کام کرنے کا حکم دے اور برے کام کرنے سے روکے (۲۳)۔

اکبر الہ آبادی کہتے ہیں: دل بدل جائیں گئے تعلیم بدل جانے سے

تربیت کے لغوی معنی

تربیت کا مادہ "رب" ہے جس کے کئی معنی ہیں مثلاً امام راغب اصفہانی کے نزدیک "رب" کا مطلب ہے پالنے والا اور پروردگار جو کسی چیز کی تدریجاً اس طرح تربیت کرے کہ وہ حد کمال کو پہنچ جائے (۲۴)۔ اسی طرح رب کے معنی اضافہ ہونا یا بڑھنے کے بھی ہیں پرورش پانے کے بھی ہیں اور بالادست ہونے اور انتظام کرنے کے بھی ہیں (۲۵)۔

لفظ تربیت اسم مؤنث ہے جس کے معنی پرورش، پالن، تعلیم، تادیب، تعلیم اخلاق اور تہذیب کے ہیں (۲۶)۔ تربیت سے مراد تزکیہ اخلاق و ادب، روش و عمل ہے جبکہ تعلیم سے مراد معلومات ہے (۲۷)۔

تربیت کے اصطلاحی معنی

اصطلاح میں انسان کی نہفتہ صفات کی صحیح پرورش کو تربیت کہتے ہیں اس اصطلاحی معنی سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ تربیت میں کسی نئی چیز کو بنایا نہیں جاتا بلکہ موجودہ صفات کی صحیح طرح سے پرورش کی جاتی ہے (۲۸)۔

تربیت اپنے شرعی مفہوم کے اعتبار سے انسانی نفس کی اصلاح اور اس کے "روح عقل و جسم" تمام پہلوؤں کی نشو نما کر کے اس کو حد کمال تک پہنچا دینے کا نام ہے (۲۹)۔

تربیت کی تعریف:

مشہور فلاسفر اور ماہرین تعلیم نے تربیت کے مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے:

☆ ارسطو:(Aristotle) "تربیت عقل کو حصول علم کے لیے تیار کرتی ہے جس طرح زمین کھیتی باڑی کے لیے تیار کی جاتی ہے"۔

☆ جان ملٹن(John Milton): "تربیت وہ جوہر ہے جو انسان کو ہر کام کا اہل بنا دیتا ہے خواہ وہ کام کسی نوعیت کا کیوں نہ ہو۔ یہ طبیعت میں گہرائی سوجھ بوجھ اور مہارت پیدا کرتی ہے خواہ امن کا زمانہ ہو یا جنگ کا ہو" [۳۰]۔

☆ جولیس سائمن(Joules Simon): "تربیت سے عقل درجہ کمال کو پہنچاتی ہے اور قلب ارتقاء کے آخری مدارج طے کرتا ہے"۔

☆ پستالوزی :(Pestalozzi) "تربیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو حیات کاملہ برتنے کا گر سکھایا جائے" [۳۱]۔

تعلیم اور تربیت میں فرق

تربیت کے عمل اور تعلیم میں ایک ایک جہت سے فرق ہے۔ تعلیم،تربیت کے ایک جزء کی طرح ہے۔ جبکہ تربیت تعلیم پر بھی مشتمل ہے۔ تربیت اسلامیہ وہ محنت ہے جو یہ ہدف رکھتی ہے کہ تمام قوائے انسانی کو مختلف وسائل اور مشروع اسلوب سے مکمل اور باوزن نشو و نما عطا کرے تا کہ انسان اپنے معاشرے کا ایک اچھا فرد بن سکے۔ یہ تربیت انسان کے تمام پہلوؤں،روح، عقل اور بدن سب کو شامل ہے [۳۲]۔

اسلام کا تصور تربیت

اسلام میں تعلیم و تربیت ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ بعض لوگ اسلامی تربیت کا محض یہ مفہوم لیتے ہیں کہ عبادات کی حد تک دینداری اختیار کی جائے اور روزہ، نماز کی پابندی کر لی جائے حالانکہ اسلام کا تصور تربیت اس سے کہیں زیادہ وسیع و ہمہ گیر ہے۔ یہ ایک جامع ترین تصور کا نام ہے اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں اور گوشوں پر محیط ہے۔ اسلام میں علم برائے علم کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ اسلام زندگی برائے بندگی کا علمبردار ہے لہذا تعلیم کا مقصد اور ہدف یہ ہونا چاہیئے کہ وہ ایسے انسان تیار کرے جو اسلام کے مفہوم کے مطابق عبادت گزار

ہوں یعنی ان کا رکوع و سجود ہی نہیں بلکہ ہر عمل اور موت وحیات کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی قرار پائے (۳۳)۔

اللہ تعالیٰ کا تصور تربیت کا سرچشمہ

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (۳۴)

ترجمہ: یادرکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا تصور وہ مکمل تصور حسن ہے جو انسان کی زندگی کا نصب العین اور تعلیم کا بھی صحیح نصب العین ہے اسی تصور کی محبت ہے جس سے انسان کی سیرت کی تعمیر ہوتی ہے جو انسان کو ایک مکمل زندگی کے لیے تیار کرتی ہے اور انسان کی بہترین مخفی صلاحتیوں کو اجاگر کرتی ہے (۳۵)۔

خالق کائنات کی جانب رجوع ہی نظریہ اسلامی کا محور ہے اور یہی اسلام کے نظام تربیت کا سرچشمہ اور منبع ہے اسلام انسان کا رخ اس کے خالق کی جانب کر دیتا ہے اور انسان کو یہ بتا دیتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہر ایک قوت اور طاقت کا مالک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ (۳۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔

اسلام کے نظام تربیت کا مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (۳۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں تعلیم وتربیت ایک واجب امر ہے کیونکہ جہنم سے بچنے کے لیے قوانین اسلامی کی تعلیم اور تکاملی کی طرف بڑھنے کے لیے تربیت ضروری ہے۔یعنی ایک شخص کی ذمہ داری صرف اپنی ذات ہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کی کوشش تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا کام یہ بھی ہے کہ نظام فطرت نے جس خاندان کی سربراہی کا بار اس پر ڈالا ہے اس کو بھی ایسی تعلیم وتربیت دے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے بنیں (۳۸)۔

☆ اسلامی تعلیم وتربیت کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان دنیا میں صالح انسان کی طرح زندگی گزارے اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو ایک مؤمن کی حیثیت سے پورا کرئے اور دوسروں کے حقوق پر تجاوز سے گریز کرئے۔

☆ اسلامی تربیت کا مقصد ایسے انسانوں کی پرورش ہے جو اپنے قول وفعل میں خود کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونے اور اس کے اوامر ونہی کو انجام دے (۳۹)۔

☆ اسلامی تربیت کا مقصد یہ ہے کہ وہ فجور کے میلانات کو کمزور وبے اثر کردے اور تقوی کے میلانات کو اتنا طاقتور کردے کہ انسانی سیرت کی پوری اٹھان اس کی رہنمائی میں ہو (۴۰)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ (۴۱)۔

ترجمہ: پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی۔

اسلامی تربیت میں دنیاوی زندگی کو آخرت کے لیے ایک پل کی حیثیت حاصل ہے اسی لیے تمام تربیتی مسائل اسی زندگی میں عملی جامہ پہنتے ہیں اور پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ حیات دنیوی میں انسان کو بطور کامل تربیت دی جائے۔

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی

علم سے مراد ذات باری تعالیٰ، ذات انسانی اور کائنات کا شعور حاصل کرنا ہے پھر اس شعور کے مطابق معاشرے کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح وتہذیب کا نام تعلیم ہے تاکہ انسان حقیقی معنوں میں اشرف المخلوقات ثابت ہوسکے۔ اس طرح تعلیم حیات کے تمام پہلوؤں کو روشن کرنے کا نام ہے۔ اسی کا نام تربیت بھی ہے۔ زیادہ وضاحت کے ساتھ ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم کو عمل میں لانے کا نام تعلیم ہے اور زیور اخلاقیات سے آراستہ ہونے کا نام تربیت ہے۔ اسلام نے بھی علم کا جو تصور دیا ہے اس میں علم اور تربیت دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے اور ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ نفس دونوں کو ساتھ ساتھ انجام دینا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے نظام تعلیم میں تعلیم اور سیرت سازی ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں (۴۲)۔

تعلیم کی عمارت کا ستون تربیت ہے تعلیم تربیت کے بغیر محض الفاظ کا گورکھ دھندہ ہے تربیت عقل میں پختگی اور سیرت میں طہارت پیدا کرتی ہے۔

☆ احمد فواد اہوائی: "تعلیم سوائے علم کو آگے پھیلانے کے اور کچھ نہیں ہے اس سے عقل صیقل ہوتی ہے اور نفس پاکیزہ ہوتا ہے" (۴۳)۔

نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((أدبني ربي فأحسن تأديبي)) (۴۴) ترجمہ: میرے رب نے میری تربیت کی اور بہت اچھی تربیت کی۔

علم کو عمل میں لانے کا نام تعلیم ہے اور زیور اخلاقیات سے آراستہ ہونے کا نام تربیت ہے۔

☆ اقبال: تعلیم کے تمام عناصر میں اصل روح "تربیت" کو ٹھہراتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک تعلیم و تربیت کے باہم امتزاج سے ہی متوازن اور صحت مند نظام تعلیم تشکیل پاتا ہے (۴۵)۔

مسلمانوں کے نظام حیات میں علم اور تربیت کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے اور یہ بھی نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تتبع میں تھا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جہاں کتاب و حکمت کی ذمہ داریاں ادا فرماتے تھے وہاں تزکیہ نفس کی تربیت بھی فرماتے تھے (۴۶)۔

تعلیم معاشرتی زندگی کی مسلسل تجدید کا نام ہے اور تربیت کے ذریعے زندگی میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ دراصل تعلیم و تربیت اس عمل کا نام ہے جس کے ذریعے طلبہ کو ایک مخصوص قسم کی معاشرتی زندگی کی لذت سے آشنا کر کے انہیں زندگی کا سرگرم محافظ بنایا جاتا ہے۔ یا یوں کہ لیجیے کہ تعلیم و تربیت ایک طرف تو قوم کی صدیوں کی ذہنی اور روحانی کمائی کو آئندہ نسل کی طرف منتقل کر کے اسے تباہی سے بچاتی ہے اور دوسری طرف اس نسل میں یہ قابلیت اور صلاحیت پیدا کرتی ہے کہ وہ بزرگوں کے عطا کردہ ثقافتی ذخیرہ میں خود اپنی جدوجہد سے خاطر خواہ اضافہ کرے۔ اس کے برعکس جو لوگ محض لکھنے پڑھنے اور گننے اور گردن جھکائے پھرنے کی مہارتیں حاصل کرنے کو تعلیم و تربیت سمجھتے ہیں وہ غلط ہیں (۴۷)۔

فلاح انسانیت کے لیے تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ضروری

تعلیم کا کام درحقیقت سیدھا اور صحیح راستہ دکھلانا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ محض راستہ جان لینا تو کافی نہیں جب تک ہمت کر کے قدم نہ اٹھائے اور راستہ نہ چلے اور ہمت کا نسخہ بجز اہل ہمت کی صحبت اور اطاعت کے اور کچھ نہیں۔ رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مکی اور مدنی ادوار میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا اہتمام فرمایا۔ تعلیمی مراکز بلاشبہ تربیت گاہیں تھیں۔ ایک دفعہ جو دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا تو وہ پھر اس کمال تربیت کے نتیجے میں عزم و

ہمت اور ثبات واستقامت کا پہاڑ بن جاتا۔اسی لیے تربیت کرتے وقت آپ ﷺ سہولت اور نرمی کو پیش نظر رکھتے (۴۸)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (۴۹)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، سو آپ ان سے در گزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں۔

نبی ﷺ نے تربیت کے حوالے سے نرمی اور سہولت وخوش دلی کی تاکید فرمائی۔

ارشاد نبوی ہے:((يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا)) (۵۰)

ترجمہ: آپ نے فرمایا، آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔

نبی ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں اختیار ہوتا تو آپ ﷺ ہمیشہ آسان کام کو ختیار فرماتے۔جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:((ما خير بين أمرين إلا أخذ أيسرهما ما لم يكن إثما)) (۵۱)

ترجمہ: آپ ﷺ کو دو کاموں کے مابین جب بھی اختیار دیا گیا آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے جو سب سے آسان تھا اسے اختیار کیا جب تک وہ گناہ والا کام نہ ہو۔

اسلام کے نظام تربیت کا مقصد صالح انسان تیار کرنا ہے وہ انسان جو مکمل انسان ہو، جس میں انسانیت کے سارے پنہاں جواہر نمایاں ہو گئے ہوں۔

تزکیہ نفس: تعمیر سیرت اور تربیت کے لیے قرآنی اصطلاح تزکیہ نفس کی ہے۔تزکیہ کے معنی ہیں پاک کرنا، ابھارنا، نشوونما دینا (۵۲) وسیع معنی میں اس کا مطلب زندگی سنوارنا ہے اور زندگی سنوارنے میں خیالات، اخلاق، عادات، معاشرت، تمدن، سیاست، غرض ہر چیز کو سنوارنا شامل ہے (۵۳)۔زندگی سنوارنے میں اصل اساس انسان کے اپنے نفس کی کیفیت ہے۔نفس انسانی کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس حقیقت کا ادراک ہونا چاہئیے کہ انسانی وجود کی تین حیثیتں ہیں۔ایک اس کا اخلاقی وجود ہے، دوسرا اس کا عقلی وجود ہے اور تیسرا اس کا حیوانی وجود ہے۔

نفس انسانی کا ایسا تزکیہ، تعلیم کا مقصد قرار پائے گا جو انسان کو اس دنیا میں اس کی اصل حقیقت سے اس طور پر آگاہ کرے کہ وہ خالق سے بغاوت نہ کرے بلکہ اس کی ہدایت کا دلجمعی سے اتباع کرے۔ حیوانی وجود کی حیثیت سے وہ خواہشات ضرور پوری کرے لیکن تعدیل کے ساتھ ان حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے جو خالق کائنات نے عائد کی ہیں (۵۴)۔

نبی اکرام ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوع انسانی کے معلم اور مربی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے اس منصب کو بار بار واضح کر کے بیان کیا گیا ہے کہ کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیہ نفس، یعنی تربیت، آپ ﷺ کی بعثت کے مقاصد اولین میں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (۵۵)۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

شریعت میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی بڑا زور دیا گیا ہے۔ فرائض نبوت میں جہاں کتاب و حکمت کی تعلیم ہے وہاں نفوس کا تزکیہ وتصفیہ بھی شامل ہے۔ اخلاق اور اوصاف حسنہ سے عاری صاحب علم اس چوپائے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا جس پر کتابوں کا ڈھیر لاد دیا جائے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت بھی نہایت ضروری ہے۔ تربیت ہی انسان کو عالی ہمتی، بلند حوصلگی اور شرافت واخلاق کا لباس فاخرہ عطا کرتی ہے ۔ اسی طرح جس علم سے انسان، انسان نہ بنے تو ایسی تعلیم سے جہالت ہی بھلی ہے (۵۶)۔ اسی لیے تزکیہ کو آپ ﷺ کا جداگانہ فرض قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا، کہ جس طرح محض الفاظ کے سمجھنے سے کوئی فن حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح نظری و علمی طور پر فن حاصل ہو جانے سے اس کا استعمال اور کمال حاصل نہیں ہوتا جب تک کسی مربی کے زیر تربیت اس کی مشق کر کے عادت نہ ڈالے (۵۷)۔

نبی ﷺ نے تزکیہ نفس کو اپنے انداز تربیت میں بڑی اہمیت دی ہے اور اس پر خصوصی توجہ فرمائی ہے کیونکہ انسانی نفس کا تربیتی امور میں بہت بڑی طاقت اور وجودی حقائق سے گہرا تعلق ہے (۵۸)۔ لہذا نفس

انسانی کا ایسا تزکیہ تعلیم کا مقصد قرار پائے گا جو انسان کو اس دنیا میں اس کی اصل حقیقت سے اس طور پر آگاہ کرے کہ وہ خالق سے بغاوت نہ کرے بلکہ اس کی ہدایت کا دل جمعی سے اتباع کرے (۵۹)۔

تربیتی اصول

تعلیم سے زیادہ دشوار اور پیچیدہ مسئلہ تربیت کا ہے۔ فاسد اخلاق اور بری عادات سے پاک کر کے اچھی سیرت اور اخلاق کو نشو و نما دینا انتہائی صبر و تحمل، خداداد حکمت و دانائی اور غیر معمولی فہم و فراست کا طلب گار ہے۔ آنحضور ﷺ نے تربیت کے اس نازک کام کو جس طرح انجام دیا ہے اس کی نظیر سے دنیا خالی ہے۔ حضور ﷺ کی سیرت سے خوشہ چینی کرتے ہوئے چند اصول یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔

☆ قول و عمل کی یکسانی : مربی کے لیے سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ وہ قول و عمل کے تضاد سے پاک ہو اور خود اس کی سیرت بے داغ ہو۔ آنحضور ﷺ نے اس تقاضے کو اس طرح پورا کیا کہ آپ ﷺ نے ہر معاملے میں ہمیشہ راہ عزیمت اختیار کی۔

قول کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے معلم کو چاہئیے کہ جو حکم شاگردوں کو دے وہ خود بھی کرے اور جس بات سے روکے اس سے خود بھی دور رہے اور معلم اپنی بیان کردہ بات یا مسئلہ کو طلبہ کے روبرو عملی طور پر کر کے دکھائے (۶۰)۔

☆ تربیت میں نفسیات کا لحاظ: مربی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اصلاح و تربیت کے کام میں نفسیات کا پورا لحاظ رکھے اور بات کو ایسے انداز اور ایسے موقع پر کہے کہ وہ سامع کے دل میں اترتی چلی جائے۔ آنحضور ﷺ اس کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے (۶۱)۔ تربیت میں لوگوں کی صلاحیت و استعداد اور ان کے ذہنی رجحانات کا لحاظ رکھا جائے۔

☆ محبت : جس کی تربیت و پرورش کی ذمہ داری ادا کی جا رہی ہے اس کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آنا چاہیے سختی اور مار پیٹ کسی طرح سے بھی مفید ثابت نہیں ہو سکتی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جب ایسے مومنوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے کوئی گناہ کر لیا ہو اور پھر اپنے عمل پر پشیمان ہو تو اس طرح آواز دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (۶۲)۔

ترجمہ: اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا۔

یہاں کریم کا لفظ استعمال کیا گیا اور جبار یا قھار کا لفظ نہیں استعمال کیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابتداء میں انسان کو محبت اور شفقت کے ساتھ پکارا جاتا ہے۔

☆ اسوۂ حسنہ: بچوں کے ذہنوں پر اسوہ حسنہ کا بڑا گہرا اثر مرتب ہوتا ہے، اس لیے کہ بچے عام طور پر اپنے ماں باپ کی تقلید کیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ ماں باپ ان میں بڑے پختہ آثار پیدا کرتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ هَوِّدَانِهِ،أَوْيُنَصِّرَانِهِ،أَوْيُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ البَهِيمَةِ تُنْتَجُ البَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ)) (٦٣)۔

ترجمہ: فرمایا ہر بچہ اسلامی فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی، یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح جانور صحیح سالم عضو والا بچہ جنتا ہے، کیا تم اس میں سے کوئی عضو کٹا ہوا دیکھتے ہو۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے والدین کو ترغیب دی ہے کہ وہ بچوں کے معاملات میں صدق وسچائی کی صفت میں عمدہ نمونہ بن کر پیش ہوں، بچے اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے اخلاق وعادات کو دیکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اسی بناء پر والدین سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ حتی المقدور اپنے اخلاق واعمال کو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق بنائیں۔

☆ تشویق: تربیت میں بچوں کو اچھے کاموں کی طرف تشویق دلانی چاہیئے اور جب اچھا فعل انجام دیں تو ان کی تعریف اور تحسین ہونی چاہیئے یہ خود مزید اچھے کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی انسانوں کے اچھے کاموں کے بدلے میں جنت کی بشارت دیتا ہے اور اس طرح انسان مزید اچھے کاموں کی طرف آگے بڑھتا ہے۔

☆ اعتدال: انسان کو ہر چیز میں انصاف وعدالت سے کام لینا چاہیئے اور کسی بھی کام میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے اچھا مربی وہ ہے جو کہ تربیت کے دوران زیر تربیت افراد کو حد اعتدال سے آشنا کروائے اور حدود میں رہ کر ذمہ داری ادا کرنے کی عادت ڈالے۔

☆ تفکر اور تدبر: مربی کی خوبی یہ ہے کہ وہ بچوں میں صحیح تفکر اور تدبر کی عادت ڈالے اور ہر کام سے پہلے اس کام کے مثبت اور منفی اثرات پر غور کرنے کی مشق کروائے تا کہ وہ آئندہ زندگی میں اس مشق سے پوری طرح فائدہ اٹھائے اور اپنی ذات کو نقصانات سے بچائے (٦٤)۔

آنحضرت ﷺ کا انداز تعلیم و تربیت

سرورِ دو عالم حضرت محمد ﷺ پوری انسانیت کے لیے ایک عظیم اور مثالی معلم بن کر تشریف لائے ایسے معلم جن کی تعلیم و تربیت نے صرف تیئس سال کی مختصر مدت میں نہ صرف پورے جزیرۃ عرب کی کایا پلٹ دی بلکہ پوری دنیا کے لیے رشد و ہدایت کی وہ ابدی قندیلیں بھی روشن کر دیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کو عدل و انصاف، امن و سکون اور عافیت و اطمینان کی راہ دکھاتی رہیں گی۔

آنحضرت ﷺ کے انداز تربیت کی تمام خصوصیات کا احاطہ کسی بھی انسان کے لیے ممکن نہیں ہے لیکن میں یہاں آپ ﷺ کے انداز تربیت کی صرف چند خصوصیات کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو اپنی محدود بصیرت اور مطالعے کی حد تک مجھے معلوم ہوئیں۔

☆ حکمت و دانائی: نبی کریم ﷺ دعوتی اور تربیتی طریقوں میں دانائی اور حکمت کو پیش نظر رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکالتے اور نہ کوئی ایسی روش اختیار فرماتے جس سے مخاطب کوئی غلط تاثر قبول کرلے نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی حکمت سے بھری ہوئی ہے۔ آپ ﷺ اس بات کا بھرپور خیال رکھتے کہ اگر کسی کی کوتاہی علم میں آجائے تو اس کو اس انداز سے ٹوکا جائے کہ اسے برا محسوس ہو یا اس کے جذبات کو ٹھیس لگے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کے لیے کسی مناسب موقع کا انتظار کرتے۔ انفرادی طور پر متنبہ کرنے کے بجائے کسی مجمع کو خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ اس کی کوتاہی کی طرف اشارہ فرمادیتے [۶۵]۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم بھی یہ دیا تھا کہ حکمت سے لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ [۶۶]۔

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے۔

دعوت و تربیت کے سلسلہ میں آپ ﷺ کی ایک خاص حکمت یہ بھی رہی ہے کہ زیادہ لمبی بات، اکتا دینے والے وعظ سے گریز فرماتے۔ مختصر سے مختصر الفاظ میں اپنے مدعا کو بیان کرنے کی کوشش کرتے تاکہ سننے والے کے ذہن میں بات اچھی طرح بیٹھ جائے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ آپ ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لاَ يُطِيلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيرَاتٌ)) [۶۷] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز لمبی نصیحت نہیں کرتے بلکہ تھوڑی باتیں کہتے تھے۔

☆ **عملی مظاہرہ:** حضور ﷺ کی دعوت، آپ ﷺ کا پیغام صرف آپ ﷺ کی زبان کی حد تک نہ تھا۔ بلکہ جو بھی زبان سے نکلتا اس پر عمل بھی ہوتا۔ آپ ﷺ کی زندگی عملی مظاہرے کی آئینہ دار تھی۔

آپ ﷺ کے قول و عمل کی یکسانیت وہ قوت محرکہ تھی جس نے صحابہ اکرامؓ کی زندگیوں میں عظیم انقلاب بپا کر دیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ رہنے والا ہر شخص بلکہ آپ ﷺ کی زندگی کی ایک جھلک دیکھنے والا بھی بے ساختہ پکار اٹھتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

نبی ﷺ جس کام کی بھی ترغیب دیتے اسے عملاً کر کے بھی دکھاتے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ خندق سے مٹی ڈھو رہے تھے یہاں تک کہ غبار نے آپ ﷺ کے شکم کی جلد ڈھانک دی تھی (۶۸)۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپ ﷺ عہد نامہ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "اٹھو اور نحر (قربانی) کرو پھر حلق کرو۔ لیکن مسلمانوں میں سے ایک آدمی بھی کھڑا نہ ہوا۔ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا جب بھی کوئی نہ کھڑا ہوا تو آپ ﷺ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور لوگوں کی حالت بیان فرمائی۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اگر آپ ﷺ یہ چاہتے ہیں تو تشریف لے جائیے کسی سے کوئی بات نہ کیجئے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود قربانی کر لیں اور پھر حجام کو بلائیے اور خود حلق کروائیے۔ چنانچہ آپ ﷺ اٹھے کسی سے کلام نہ فرمایا اور نحر کیا پھر حجام کو بلا کر حلق کروایا" جب لوگوں نے دیکھا تو وہ بھی کھڑے ہو گئے، انہوں نے بھی نحر کیا اور ایک دوسرے کا حلق کیا اور غم کی شدت کے باعث ایک دوسرے کو زخمی کر دیا (۶۹)۔

☆ **شفقت و رحمت:**

آپ ﷺ کے انداز تربیت میں شفقت و رحمت بھی اہم ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی رحمت و شفقت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ (۷۰)۔

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (۷۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

جب ہم رسول اللہ ﷺ کے طریق تربیت پر غور کرتے ہیں تو احادیث سے یہ بات واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تعلیم و تربیت اور اصلاح و تزکیہ کے سلسلہ میں شفقت و رحمت فرماتے۔ آپ ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا: "اپنے آپ کو اتنے ہی عمل کا مکلف بناؤ جس کی طاقت اور سکت تمہارے اندر موجود ہو اس لیے کہ اللہ نہیں اکتاتا مگر تم اکتا جاؤ گئے۔" (۷۲)۔

☆ نرمی: رسول اللہ ﷺ کے طریق تربیت پر جب غور کرتے ہیں تو احادیث سے یہ بات واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تعلیم و تربیت میں شدت کی روش اختیار نہ فرماتے تھے اور نہ ہی دوسروں کو اس کی اجازت دیتے تھے۔ نبی ﷺ اس بات کا اہتمام فرماتے کہ اسلامی تعلیمات کو آسان تر بنا کر پیش کیا جائے تاکہ صحابہ کرامؓ نہایت خندہ پیشانی سے ان تعلیمات کو اپنا سکیں اور اپنی زندگی میں انہیں عملی جامہ پہنا سکیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ: وہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک بدوی شخص آیا اور وہ مسجد میں کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ اکرامؓ اسے جھڑکنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو پیشاب کرنے سے نہ روکو۔ صحابہ اکرامؓ بدوی کو چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ پیشاب کر لے۔ پھر رسول اللہ ﷺ بدوی شخص کو بلاتے ہیں رسول اللہ ﷺ بدوی سے فرماتے ہیں کہ مساجد پیشاب کرنے یا گندگی کے لیے نہیں بنائی جاتیں بلکہ یہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ اکرامؓ سے کہا تمہیں آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور تمہیں مشکلات میں مبتلا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا۔ اس پیشاب پر پانی کا ایک ڈول انڈیل دو۔ بدوی یہ بات سن کر کہنے لگا: الٰہی مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما ہمارے علاوہ کسی اور پر رحم نہ کر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ارے تو نے تو وسعت میں تنگی پیدا کر دی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت تو بڑی وسیع ہے" (۷۳)۔

☆ شگفتہ مزاجی: شگفتہ مزاجی کے بغیر انسان کی شخصیت غیر دلچسپ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے مصنوعی رکھ رکھاؤ سے لوگوں کو نفرت ہونے لگتی ہے۔ نبی ﷺ نفسیات کے اس پہلو کو بھی ملحوظ رکھتے

ہیں۔اگر تاریخ آپ ﷺ جیسا رکھ رکھاؤاور سنجیدگی ومتانت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے تو شگفتہ مزاجی، حسن ذوق، تبسم ومزاح میں بھی آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہیں۔

آپ ﷺ نے صحابہ اکرامؓ کی محفلوں کو اگر اپنے خطبوں سے گرمایا، اپنی تقریروں سے بزم کو رقت آمیز کر دیا، اپنی پُر سوز نصیحتوں سے آنسوؤں اور سسکیوں کا سماں باندھ دیا تو آپ ﷺ نے اپنی خوش مزاجی وخوش طبعی سے مجلسوں کو گلزار بنا دیا۔اس طرح زندگی کے نشیب وفراز میں جینے کا سہارا بھی دیا اور مزاح کے ذریعہ کوئی نہ کوئی حقیقت بھی ذہن نشین فرمادی۔

مثلاً امام ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے صدقہ کا ایک اونٹ طلب کیا تاکہ اس پر سامان لاد کر گھر لے جائے۔آپ ﷺ نے فرمایا:"ٹھیک ہے، میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دیئے دیتا ہوں"۔اس آدمی نے کہا کہ:"اے اللہ کے رسول ﷺ میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کرہوں گا" آپ ﷺ نے فرمایا:"اونٹ بھی اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے" (۷۴)۔

اس مزاح کو لوگوں نے سنا ہو گا یقیناًوہ مسکرائے ہوں گے۔مگر آنحضور ﷺ کا مقصد محض ہنسا ہنسانا نہیں تھا بلکہ اس آدمی کی ذہنی تربیت کرنا مقصود تھی۔اس کے ذہن کو سوچنے اور غور وفکر کرنے کے لیے آمادہ کرنا تھا۔

تعلیم وتربیت نسواں

عورتوں کی تعلیم وتربیت اس لیے بھی حد درجہ ضروری ہے کہ انہیں بچوں کی تربیت کرنا ہے۔ماں کے لیے شرعی نقطہ نگاہ سے بھی بچوں کی صحیح خطوط پر تربیت کرنا لازمی ہے اور اس سلسلے میں وہ جوابدہ ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ)) (۷۵)

ترجمہ: عورت اپنے خاوند کے گھر اور بچوں پر نگران ہے۔قیامت کے دن اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

عام مشاہدہ یہی ہے کہ ماں اور گھریلو ماحول جتنا پاکیزہ ہوتا ہے۔اکثر اولاد اتنی ہی صالح، متقی، فرمانبردار اور ملک وملت کے لیے مفید ثابت ہوتی ہے۔چھوٹے اور معصوم بچے نرم ٹہنی کے مانند ہوتے ہیں۔ انہیں جدھر موڑتے جائیں ادھر مڑتے جاتے ہیں۔

☆ امام غزالی: امام غزالی تعلیم و تربیت کے بارے میں کہتے ہیں:

"بچہ اپنے والدین کے ہاں بطور امانت ہوتا ہے۔ اس کا پاکیزہ قلب ہر قسم کے نقش اور صورت سے خالی نفیس جوہر ہوتا ہے۔ اس پاکیزہ قلب پر جو کچھ نقش کر دیا جائے وہ اسے قبول کرنے کو تیار ہوتا ہے اور جس طرف اسے مائل کریں ادھر مائل ہو جاتا ہے۔ اگر اسے بھلائی کی عادات اور اچھے اخلاق و اطوار کا عادی بنایا جائے تو اس میں اچھے اخلاق و اطوار راسخ ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ دنیا و آخرت میں سعادت مند قرار پاتا ہے اور اگر اسے بری عادات اور اخلاق ذمیمہ کا عادی بنایا جائے تو وہ انہی چیزوں کا خوگر ہو جاتا ہے نتیجتاً دنیا و آخرت میں ہلاک ہوتا ہے" (۷۶)۔

غفلت کے نتائج تعلیم و تربیت کی طرف سے غفلت نہ صرف افراد اور کنبوں بلکہ ملک و ملت سب کے حق میں انتہائی خطرناک اور مضر ثابت ہوتی ہے کیونکہ:

☆ بچے ناکارہ اور نکمے رہ جاتے ہیں، ان کی پیدائشی قوتیں اور صلاحیتیں یا تو ٹھٹھر جاتی ہیں یا غلط رخ اختیار کر لیتی ہیں۔

☆ طرح طرح کی برائیوں اور بد اعمالیوں میں مبتلا ہو کر بچے دین دنیا دونوں تباہ کر لیتے ہیں۔

☆ آنکھوں کی ٹھنڈک اور بڑھاپے کی لکڑی بننا تو الگ رہا، الٹا خار بن کر کھٹکتے اور والدین پر بوجھ بن کر رہتے ہیں۔

☆ باپ دادا کی کمائی نہایت بے دردی سے اڑا دیتے ہیں۔

☆ اپنے خراب کردار سے دین و ملت کو بدنام کرتے ہیں۔

☆ جرائم پیشہ ہو کر سب کے لیے دردِ سر بنتے ہیں اور ملک و معاشرے کو طرح طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں۔

☆ ملک و قوم صالح افراد، معاشرہ بے لوث خادموں اور اچھے شہریوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

☆ ملکی معاش اور اجتماعی اخلاق کے لیے وہ گھن ثابت ہوتے ہیں۔ غرض جنت کے وہ پھول جو خوشبو پھیلانے کے لیے کھلے تھے اور ابتداء میں ہر ایک کی فرحت و انبساط کا سامان تھے۔ غفلتوں اور کوتاہیوں کے نتیجے میں غلاظت کا ڈھیر بن جاتے اور اپنے ناقابل برداشت تعفن سے سب کا ناک میں دم کر دیتے ہیں اور اسی طرح کوتاہی اور لاپروائی کا قدرت ہر ایک سے انتقام لیتی ہے (۷۷)۔

تربیت اولاد سے بے اعتنائی

☆ یہ بات بڑی افسوس ناک ہے کہ تربیت کے لحاظ سے ہمارے گھر یکساں طرز عمل پر کار بند نہیں ہیں بلکہ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کہیں بے پناہ سختی اور کہیں بہت زیادہ نرمی، اعتدال اور میانہ روی کی راہ سے بہت سے گھرانے ناآشنا ہیں۔ بعض گھرانوں میں بچے کی نشو و نما بزدلی، خوف اپنی ذات پر بے اعتمادی اور ذہنی انتشار کے ساتھ ہوتی ہے۔

☆ ایسے گھرانے بھی ہیں جہاں بچے لاڈ پیار کے اتنے رسیا ہوتے ہیں کہ کسی قاعدے، ضابطے کی پابندی ان کے لیے مشکل ہو جاتی ہے۔ اس طرح ان کی اصل فطرت میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ سیدھے راستے سے بھٹک جاتے ہیں۔

☆ ایسے گھرانے بھی ہیں جہاں بچے کی نشو و نما جہالت اور بد تمیزی اور اعلیٰ درجے کے اخلاق و آداب سے محروم ماحول میں ہوتی ہے۔ یہ بچے نہ تو آداب اور سلیقے سے باخبر ہوتے ہیں اور نہ صفائی اور گندگی کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں۔

☆ کچھ گھرانوں میں بچوں کا مزاج خود پسندی اور کبر و نخوت کا حامل ہوتا ہے، ایسے بچے اپنے عیش و نشاط میں مگن نظر آتے ہیں۔ انہیں معاشرے کے غم اور خوشی سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی۔

☆ بعض گھرانے ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں بچہ دینی ماحول میں پروان چڑھتا ہے لیکن یہ اس کی دین داری بے بنیاد عقائد اور خرافات سے بھرپور ہوتی ہے۔ بعض گھرانے ایسے بھی ہیں جن کے بچے دین سے بالکل دامن چھڑا لیتے ہیں [۷۸]۔

☆ بعض والدین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بچوں کی نازک مزاجی کا احساس کیے بغیر انہیں کوسنا شروع کر دیتے ہیں اس سے بچوں میں احساس کمتری اور احساس ناکامی پیدا ہوتا ہے [۷۹]۔

خلاصۂ بحث

غار حرا میں جب نور کی پہلی کرن داخل ہوئی تو اقراء کا پیغام لے کر آئی تعلیم اور قلم کا احسان یاد دلایا اور دونوں کا رشتہ خالق کے ذکر سے جوڑا۔ اسلام میں تعلیم و تربیت کا جو مقام ہے اس کے لیے اس سے بڑی کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ نبی ﷺ کے کار نبوت میں سب سے اہم فرائض تلاوت آیات، تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس قرار دیئے گئے اور آپ ﷺ نے اس بات پر فخر کا اظہار فرمایا کہ آپ ﷺ معلم بنا کر بھیجے گئے۔ یہ تعلیم کا عمل ہی تھا کہ جس کے ذریعے حضور ﷺ نے وہ امت تیار کی جس نے آپ ﷺ کے بعد دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک نئی تہذیب اور ایک نئے تمدن کے چراغ روشن کر دیئے۔ یہ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا ہی فیض تھا جس نے انسانیت کا پلڑا موت سے زندگی کی طرف جھکا دیا۔

اسلامی تصورات میں حصول علم، تربیت سے علیحدہ نہیں۔ دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔ علم ایمان کی بنیاد ہے اور ایمان تربیت کی اساس۔ یہ بھی دور جدید کا ایک تحفہ ہے کہ علم سے سیرت و کردار کا تعلق توڑ دیا گیا ہے۔ علم مجرد اور محض علم ہوتا ہے جس کا ذاتی زندگی اور سیرت و کردار سے تعلق ضروری نہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اس طرح کے نظام تعلیم سے ایک تعلیم یافتہ بے کردار نسل تیار ہوئی ہے۔ بدقسمتی سے مسلم ممالک میں بھی عملی صورت حال یہی ہے۔ بے خدا تہذیب کے غلبہ اور دور غلامی کے اثرات کے تحت ذہن اس حقیقت کو قبول نہیں کرتے کہ نظام تعلیم کی جس طرح یہ ذمہ داری ہے کہ افراد کو علم و ہنر سکھائے اسی طرح یہ ذمہ داری بھی ہے کہ ان کے سیرت و کردار کو اسلام کے مطلوبہ سانچہ میں ڈھالے۔

دنیا بھر میں یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ علم کے حصول کے لیے یہ کافی نہیں کہ محض کتابیں پڑھ لی جائیں بلکہ ضروری ہے کہ عملی تربیت بھی دی جائے۔ مغربی ممالک میں کتابی علم سے زیادہ عملی تربیت پر توجہ دی جاتی ہے لیکن ہمارے اسلامی ممالک میں عملی تربیت کا فقدان ہے اور کتابی علم کو ہی کافی سمجھا گیا ہے دوسری طرف دینی اور اخلاقی علوم کے بارے میں یہ کافی ہے کہ ایک مختصر سی کتاب شامل نصاب کر دی جائے۔ رہی عملی تربیت تو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

نظام تعلیم میں پائے جانے والے اس بنیادی نقص کے نتائج بڑھتے ہوئے جرائم کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہیں۔ قتل، اغوا، ڈکیتی اور دیگر اخلاقی جرائم میں ملوث افراد کی بڑی تعداد تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ہے۔ وہ لوگ جن سے یہ امید کی جا سکتی تھی کہ وہ زندگی کے حسن میں اضافہ کریں گے، وہ فساد فی الارض کے

مرتکب ہو رہے ہیں۔اب معاشرے کی بگڑتی ہوئی اخلاقی صورت حال کا تقاضا ہے کہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا ایک نظام بھی ترتیب دیا جائے تاکہ ہمارے تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل ہونے والے افراد جہاں ماہر ڈاکٹر اور انجنیئر ہوں، وہاں اچھے مسلمان اور اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے مزین شہری بھی ہوں۔

اسلامی تعلیم و تربیت کا ہدف بھی یہ ہے کہ "مکمل شخصیت کا مومن" بنایا جائے جو زندگی پر مثبت نظر رکھتا ہو۔ ایسا مؤمن جو قوی ہمت، پختہ عزم کا مالک ہو، دھوکا اور پست ہمتی لاحق نہ ہوسکے۔ اسے اگر تن آسانی ملے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرئے اور اس کے راستے سے جڑا رہے اور تنگی ملے تو اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرئے اور ناپسندیدہ امور پر صبر کرئے اور پامردی و استقلال سے سامنے آنے والی مشکلات و مصائب کا سامنا کرئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی امیدوں تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمادے۔(آمین)

علامہ اقبال کہتے ہیں:

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ (۸۰)

حواشی و حوالہ جات

۱) سورۃ آل عمران: ۱۱۰

۲) ڈاکٹر مشتاق رحمان صدیقی، تعلیم و تدریس، پاکستان ایجوکیشن فاونڈیشن اسلام آباد،۱۹۹۸، ص:۱۹

۳) سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، مکتبہ حسن سہیل، لاہور، ص:۶۱۲

۴) مولوی فیروزالدین، فیروزاللغات، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۶۴، ص، ۳۶۲

۵) راغب اصفہانی، المفردات، ترجمہ و حواشی، محمد عبدہ، المکتبہ القاسمیہ لاہور، ص:۶۳۵

۶) اردو انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ص:۴۵۱

۷) عبدالرحمان خان، اسلام کا نظام تعلیم، عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، ملتان، ۱۹۸۳، ص:۲۱

۸) ڈاکٹر مشتاق الرحمان صدیقی، شمس الاسلام، اسلامی حکمت تعلیم، بھیرہ، اپریل ۱۹۸۰، ص:۲۰

۹) تعلیم و تدریس، ص:۲۱

۱۰) بنت الاسلام، علم، ادارہ بتول، لاہور، ۱۹۸۰، ص:۴

۱۱) تعلیم و تدریس، ص:۲۱

۱۲) قاضی فضل واحد، تعلیم و تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں، پاکستان اکیڈیمی برائے دیہی ترقی، پشاور، اگست، ۱۹۹۵، ص:۲۷

۱۳) ایضاً، ص:۷۰

۱۴) پروفیسر فائزہ احسان صدیقی، تعلیم الفائزون، رب پبلشرز، کراچی، مارچ، ۲۰۰۷، ص:۶۵

۱۵) تعلیم و تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں، ص:۱۷

۱۶) ایضاً، ص:۶۶

۱۷) محمد اکرام قریشی، فلسفہ و تاریخ تعلیم، مجید بک ڈپو، لاہور، ص:۷۰

۱۸) افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، اپریل، ۲۰۰۸، ص:۱۵۰

۱۹) ڈاکٹر خالد علوی، فکر و نظر، تعلیم اور جدید تہذیبی چیلنج، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، اپریل۔جون، ۲۰۰۴، شمارہ:۴، ص:۳۵

۲۰) مسلم سجاد، اسلامی ریاست میں نظام تعلیم، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد، ۱۹۹۲، ص:۳۸

۲۱) ڈاکٹر جارج کرشین، نظریہ تعلیم، مترجم، ڈاکٹر قاضی عبدالحمید، انجمن ترقی اردو دہلی، ۱۹۴۲، ص:۳۰

۲۲) سورۃ آل عمران: ۱۱۰

۲۳) تعلیم الفائزون، ص:۶۸

۲۴) المفردات، ص:۳۳۳

۲۵) عبد الحفیظ، مصباح اللغات، خزینۂ علم وادب لاہور، ص:۲۵۸

۲۶) فرہنگ آصفیہ، جلد:۱، ص:۶۰۰

۲۷) نور الحسن نیر، نور اللغات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص:۱/ ۹۵۰

۲۸) شبیر حسن میثمی، اسلامی تربیت، زہراء آکادمی، ۱۹۹۸ء، ص:۹

۲۹) مفتی ثناءاللہ محمود، رسول اکرم کا انداز تربیت، دارالاشاعت کراچی، ستمبر، ۲۰۰۵ء، ص:۲۹

۳۰) ڈاکٹر محمد ابراہیم خالد، تربیت اساتذہ، پاکستان ایجوکیشن فاونڈیشن اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ص:۱۱۹

۳۱) رئیس احمد جعفری، فلسفہ تعلیم وتربیت، کتاب منزل لاہور، جولائی، ۱۹۵۳ء، ص:۱۷

۳۲) عبد الحمید الصید، اُسس التربیۃ الاسلامیہ فی السنۃ النبویۃ، مطبوعہ الدار العربیہ للکتاب، لیبیا، ص:۲۵

۳۳) تعلیم الفائزون، ص:۹۵

۳۴) سورۃ الرعد: ۲۸

۳۵) ڈاکٹر محمد رفیع الدین، اسلام کا نظریہ تعلیم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص:۲۸

۳۶) سورۃ الذریت: ۵۸

۳۷) سورۃ التحریم: ۶

۳۸) ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص:۶/ ۲۹

۳۹) اسلامی تربیت، ص:۱۱

۴۰) اسلامی ریاست میں نظام تعلیم، ص:۳۸

۴۱) سورۃ الشمس: ۸

۴۲) پاکستان میں نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل کی حکمت عملی، متین الرحمان مرتضیٰ، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص:۸۱-۸۲

۴۳) التربیۃ فی الإسلام، مقدمہ، عیسی البابی، مصر، ۱۹۵۵ء

۴۴) علامہ محمد عبد الرؤف، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۴ء، ص:۱/ ۲۱۹

۴۵) تعلیم وتدریس، ص:۲۹۱

۴۶) اسلام کا نظام تعلیم، ص:۲۱

۴۷) ڈاکٹر محمد اکرام، تعلیم و تربیت اور والدین، بک وائز، لاہور، ۱۹۸۸، ص:۳۵-۳۶

۴۸) تعلیم و تربیت قرآن و حدیث کی روشنی میں، ص:۴۱

۴۹) سورۃ آل عمران: ۱۵۹

۵۰) صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب العلم، باب ماکان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظۃ والعلم......، حدیث: ۶۹

۵۱) ایضاً، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، حدیث: ۳۳ ۷۶

۵۲) تفہیم القرآن، ص:۶/ ۳۵۴

۵۳) ایضاً، ص:۱/ ۱۱۲

۵۴) اسلامی نظام تعلیم کے خدو خال، فاونڈیشن فار ایجو کیشنل ڈولپ منیٹ، نئی دہلی، ص:۶۰

۵۵) سورۃ الجمعۃ : ۲

۵۶) حافظ محمد سعد اللہ، منہاج ''عورت کی تعلیم و تربیت، لاہور، اکتوبر، ۱۹۸۴، شمارہ:۴، ص:۲/ ۱۵۳

۵۷) تعلیم و تربیت قرآن و حدیث کی روشنی میں، ص:۴۰

۵۸) محمد قطب ابراہیم، منہج التربیۃ الاسلامیۃ، مطبوعہ دارالشروق، جلد:۱، ص:۴۱

۵۹) اسلامی ریاست میں نظام تعلیم، ص:۳۹

۶۰) ڈاکٹر فضل الٰہی، نبی کریم بحثیت معلم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، ص:۱۹۴

۶۱) سید وصی مظہر ندوی، تعلیم و تربیت کے اصول، صدیقی ٹرسٹ، کراچی، ص:۱۱

۶۲) سورۃ الانفطار: ۶

۶۳) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، حدیث: ۱۳۱۹

۶۴) اسلامی تربیت، ص:۱۷-۱۹

۶۵) سراج الدین، رسول خدا کا طریق تربیت، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ستمبر، ۲۰۰۸، ص:۱۳

۶۶) سورۃ النحل:۱۲۵

۶۷) امام ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، ص:۱/ ۴۱۸

۶۸) صحیح بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب الرجز فی الحرب ورفع الصوت......، حدیث: ۲۸۷۰

۶۹) ابن قیم، زادالمعاد، مترجم، رئیس احمد جعفری، نفیس اکیڈمی کراچی، اگست ۱۹۶۲ء، ص:۲ /۲۲۱

۷۰) سورۃ الانبیاء : ۱۰۷

۷۱) سورۃ آل عمران: ۱۵۹

۷۲) بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، حدیث: ۱۸۶۹

۷۳) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب وجوب غسل البول وغیرہ، حدیث:۷۸۶

۷۴) سنن ترمذی، امام ترمذی، دارالغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المزاح، ص:۳/ ۲۵۴، حدیث: ۱۹۹۱

۷۵) صحیح بخاری، کتاب العتق، باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق، حدیث: ۲۴۱۶

۷۶) امام غزالی، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ، ص:۳ / ۹۲

۷۷) فن تعلیم وتربیت، ص: ۳۳

۷۸) اسلام کا نظام تعلیم، ص:۱۲۹

۷۹) مولانا بدر القادری، اسلام اور تربیت اولاد، ادارہ معارف نعمانیۃ لاہور، مئی ۱۹۹۳، ص:۳۴

۸۰) علامہ اقبال، کلیات اقبال، علم وعرفان پبلشرز، لاہور، ص:۳۱۰

* *